

فطرانہ اور اس کے احکام

فطرانہ اور اس کے احکام

فطرانہ کی تعریف :

فطرانہ ایک زکاة یا صدقہ ہے جو رمضان المبارک کے روزے ختم ہونے پر واجب ہوتا ہے ، اور زکاة کی فطر کی طرف اضافت اس لیے ہے کہ یہ اس کے واجب کا سبب ہے ۔

فطرانہ مشروع کرنے کی حکمت :

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کے روزہ کو لغو اور بے ہودگی سے پاک صاف کرنے اور مساکین کی خوراک کے لیے فطرانہ فرض کیا ، لہذا جس نے بھی نماز عید سے قبل ادا کر دیا تو یہ فطرانہ قبول ہوگا ، اور اگر کوئی نماز عید کے بعد ادا کرتا ہے تو اس کے لیے یہ ایک عام صدقہ ہوگا ۔

سنن ابوداؤد حدیث نمبر (1371) امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں : ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے حسن سند کے ساتھ بیان کی ہے ۔

قولہ : (طهرة) یعنی رمضان المبارک کے روزے رکھنے والے کے نفس کی پاکی اور صفائی کے لیے ۔

قولہ : (الرفث) ابن اثیر کہتے ہیں کہ یہاں پر رفث بے ہودہ اور فحش کلام کے معنی میں ہے ۔

قولہ (وطعمة) طاء پر پیش ہے کھانے والی خوراک کو کہا جاتا ہے ۔

قولہ : (من اداها قبل الصلاة) یعنی جس نے نماز عید سے قبل ادا کر دیا

قولہ (فہی زکاة مقبولة) یہاں پر زکاة سے مراد فطرانہ ہے

قولہ (صدقة من الصدقات) یعنی وہ عام صدقہ جو عام اوقات میں کیا جاتا ہے ۔ دیکھیں عون المعبود شرح ابوداؤد ۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان سے بھی یہی مراد ہے :

{ یقیناً وہ کامیاب ہو گیا جس نے اپنے آپ کو پاک کر لیا اور اپنے رب کو یاد کیا اور نماز ادا کی { الاعلیٰ ۔

عمر بن عبدالعزیز اور ابوالعالیہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ : ان دونوں نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ اس نے

فطرانہ ادا کیا اور نماز عید کے لیے نکل گیا - دیکھیں احکام القرآن للجصاص (3 / الاعلی) -

اوروکیع بن جراح رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

رمضان المبارک کے لیے فطرانہ ایسے ہی ہے جیسے کہ نماز کے لیے میرا سجدہ سہو ہے ، جس طرح سجدہ سہو نماز کی کمی پورا کرتا ہے اسی طرح فطرانہ بھی روزے کی کمی و کوتاہی پورا کرتا ہے - دیکھیں المجموع للنووی (6)

فطرانے کا حکم

صحیح یہی ہے کہ فطرانہ فرض ہے ، اس لیے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ :

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرانہ فرض کیا) اور علماء کرام کا اس پر اجماع بھی ہے کہ فطرانہ فرض ہے - دیکھنے المغنی المحتاج جلد دوم باب صدقة الفطر -

فطرانے کے وجوب کا وقت

فطرانے کے وجوب کا وقت رمضان المبارک کے آخری دن کے سورج غروب ہونے کے وقت ہے ، اس لیے جب رمضان المبارک کے آخری دن کا سورج غروب ہو تو فطرانہ واجب ہوگا -

لہذا جس نے بھی سورج غروب ہونے سے قبل شادی کی یا پھر اس کے ہاں ولادت ہوئی ہو یا پھر اسلام قبول کر لے تو اس کا بھی فطرانہ ہوگا ، لیکن اگر غروب شمس کے بعد ہو تو پھر فطرانہ لازم نہیں ہوگا - - -

جوشخص چاند رات فوت ہو جائے اور اس پر فطرانہ ہو تو امام احمد نے اس کی صراحت کی ہے کہ اس پر فطرانہ واجب ہوگا - دیکھیں المغنی جلد دوم فصل وقت وجوب زکاة الفطر -

فطرانہ کس پر واجب ہے ؟

فطرانہ ہر مسلمان پر واجب ہے ، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو پر آزاد اور غلام مذکر اور مؤنث اور چھوٹے بڑے بچے اور بوڑھے ہر مسلمان پر فرض کیا تھا -

دیکھیں صحیح بخاری حدیث نمبر (1407) -

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ :

نافع والی حدیث میں اس بات کی دلالت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صرف مسلمانوں پر ہی فرض کیا ہے ، اور یہ کتاب اللہ کے بھی موافق ہے ، اس لیے کہ زکاة مسلمانوں کے لیے پاکی اور صفائی کا باعث ہے اور پھر پاکی اور صفائی مسلمانوں کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں ہوسکتی ۔

دیکھیں کتاب الام للشافعی جلد دوم باب زکاة الفطر ۔

۔ فطرانہ صاحب استطاعت پر فرض ہے : امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے :

جس پر بھی شوال کا مہینہ شروع ہوا اور اس کے پاس ایک دن کی اپنی اور اپنے اہل و عیال اور فطرانہ ادا کرنے کی خوراک ہو تو اسے بھی فطرانہ ادا کرنا ہوگا ، لیکن اگر اس کے پاس سب کا فطرانہ ادا کرنے کے لیے خوراک نہیں بلکہ صرف کچھ کا ادا کرسکتا ہو تو اسے ان بعض کا ہی ادا کرنا ہوگا ۔

لیکن اگر اس کے پاس صرف اپنی اور اپنے اہل و عیال کے لیے ہی خوراک ہو نہ تو اس پر اور نہ ہی اس کے ماتحت عیال پر فطرانہ فرض ہوگا ۔

دیکھیں کتاب الام جلد دوم باب زکاة الفطر ۔

۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

تنگ دست پر بلا خلاف فطرانہ فرض نہیں --- اور خوشحال اور تنگ دست کا اعتبار تو وجوب کے وقت ہوگا ، لہذا جس کے پاس اپنی اور اپنے اہل و عیال کی عید کی رات کی خوراک سے زیادہ ہو اس پر فطرانہ فرض ہوگا اور یہ خوشحال ہوگا ، اور اگر کچھ بھی زائد نہ ہو تو اسے تنگ دست شمار کیا جائے گا اور اس حالت میں اس پر کچھ بھی فرض نہیں ۔

دیکھیں : المجموع جلد (6) شروط وجوب صدقة الفطر ۔

۔ فطرانہ مسلمان اپنی اور اپنے عیال اور بیویوں اور ان رشتہ داروں کی جانب سے اگر وہ ادا نہیں کرسکتے تو خود فطرانہ ادا کرے گا اور اگر وہ فطرانہ ادا کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں تو بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ وہ اپنا فطرانہ خود ہی ادا کریں کیونکہ اصل میں تو وہ خود ہی مخاطب ہیں ۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہر مسلمان غلام اور آزاد اور مذکر و مؤنث اور چھوٹے بڑے اور بچے فطرانہ فرض کیا ، اور یہ حکم دیا کہ لوگوں کے نماز عید کے لیے جانے سے قبل ادا کریں ۔

دیکھیں : صحیح بخاری حدیث نمبر (1407) -

اورامام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

بے عقل اور بچے کی جانب سے اس کا ولی فطرانہ ادا کرے گا اور اسی طرح جو لوگ اس کی عیالت میں ہوں ان کا بھی وہی اس طرح فطرانہ ادا کرے گا جس طرح ایک صحیح اپنی جانب سے ادا کرتا ہے ، اور اگر اس کی عیالت میں کوئی کافر ہو تو اس کا فطرانہ اس پر لازم نہیں کیونکہ اسے زکاة کی ادائیگی کے ساتھ پاک نہیں کیا جائے گا ۔

دیکھیں کتاب الام جلد دوم باب زکاة الفطر ۔

اور صاحب مہذب کا کہنا ہے کہ : مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے :

(اور جس پر فطرانہ واجب ہو اس پر اپنے ماتحت اور عیالت میں پلنے والوں کا فطرانہ بھی واجب ہوگا ، لیکن شرط یہ ہے کہ اگر وہ مسلمان ہوں اور اس کے پاس نفقہ سے زیادہ خوراک ہو ، لہذا ماں باپ اور ان دونوں کے ماں باپ اور اس سے بھی اوپر والوں ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کا فطرانہ بھی واجب ہوگا ، اسی طرح بیٹے اور پوتے چاہے اس سے بھی نیچی نسل ہو ان پر ماں باپ اور ان کے ماں باپ کا فطرانہ ادا کرنا فرض ہوگا لیکن شرط یہ ہے کہ جب ان کا نفقہ اس پر واجب ہو) دیکھیں المجموع جلد نمبر (6)

انسان اپنا اور بیوی چاہے بیوی کے پاس اپنا مال بھی ہو اور اس کی فقیر اولاد اور والدین کا فطرانہ ادا کرے ، اور وہ بچی جس کے خاوند نے ابھی اس کے ساتھ دخول نہیں کیا اگر تو اس کا بیٹا غنی ہو اس پر اس کا فطرانہ ادا کرنا واجب نہیں ، اور طلاق رجعی والی عورت کا خاوند بھی اس کا فطرانہ ادا کرے گا لیکن جو عورت نافرمان ہو اور یا پھر طلاق بائن والی ہو اس کا خاوند ان کا فطرانہ ادا نہیں کرے گا ۔

اور بیٹے کو اپنے فقیر والد کی بیوی کا فطرانہ ادا کرنا ضروری نہیں اس لیے کہ اس پر والد کی بیوی کا خرچہ واجب نہیں ۔

اسے فطرانہ ادا کرنے میں سب سے قریبی سے شروع کرنا ہوگا مثلاً سب سے پہلے اپنے آپ پر بیوی اور اولاد پھر اس کے بعد قریبی رشتہ دار جیسا کہ وراثت میں خیال رکھا گیا ہے ۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

اور فطرانہ کس پر واجب ہوتا ہے : جب رمضان کے آخری دن کوئی پیدا ہو یا کسی بھی ملکیت میں ہو یا اس کی عیالت میں آجائے اور اسی حالت میں چاند رات شروع ہو تو اس پر ان کا فطرانہ واجب ہوگا ۔

دیکھیں کتاب الام باب زکاة الفطر -

لیکن جو بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہو اس کا فطرانہ واجب نہیں لیکن اگر کوئی دینا چاہے تو دے سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں -

اور اگر کوئی شخص فطرانہ واجب ہونے کے بعد اسے ادا کرنے سے قبل ہی فوت ہو جائے تو اس کے ترکہ سے فطرانہ ادا کیا جائے گا ، اور اگر اس کی عیالت میں سے کوئی فطرانہ واجب ہونے کے بعد فوت ہو جائے تو اس کی وجہ سے فطرانہ ساقط نہیں ہوگا -

دیکھیں : المغنی لابن قدامہ المقدسی جلد نمبر (2)

اور خادم اور جس کی یومیہ یا ماہانہ تنخواہ مقرر ہو اس کی جانب سے فطرانہ ادا نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ ملازم کی طرح ہے اور ملازم یعنی اجرت لینے والے پر خرچ نہیں کیا جاتا -

دیکھیں : الموسوعة لفقہیة (23 / 339) -

یتیم کا فطرانہ ادا کرنے کے بارہ میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

یتیم کا وصی یتیموں کے مال سے فطرانہ ادا کرے گا اگرچہ وہ چھوٹے بچے ہی کیوں نہ ہوں -

دیکھیں : المدونة جلد نمبر (1) -

- اگر عید الفطر کے دن کافر اسلام قبول کر لے تو امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں : جو شخص عید الفطر والے دن طلوع فجر سے قبل اسلام قبول کر لے اس کے لیے فطرانہ ادا کرنا مستحب ہے -

دیکھیں : المدونة جلد نمبر (1)

فطرانے کی مقدار

فطرانے کی مقدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک صاع غلہ ہے جیسا کہ اوپر بیان بھی کیا جا چکا ہے اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے :

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہم فطرانہ میں ایک صاع غلہ دیا کرتے تھے -

دیکھیں صحیح بخاری حدیث نمبر (1412) -

صاع کا وزن غلہ کی نوع کے اعتبار سے مختلف ہوگا ، اس لیے ضروری ہے کہ جو جنس غلہ ادا کی جارہی ہے اس کا صاع پورا بھرا جائے ، مثلاً چاول تقریباً تین کلو بنتے ہیں -

فطرانہ میں ادا کی جانے والی اصناف

جس جنس سے فطرانہ ادا کیا جائے وہ آدمی کی خوراک ہونی چاہیے وہ کھجور ہو یا گندم یا پھر چاول ، یا جو وغیرہ جو بھی بنی آدم کھاتے ہیں اس میں سے ادا کی جائے -

صحیحین میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہر مسلمان آزاد یا غلام مذکر ہو یا مؤنث پر فطرانہ ادا کرنا فرض کیا ، (اس وقت جوان کی عام خوراک تھی) صحیح بخاری حدیث نمبر (1408) -

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں عید الفطر کے دن ایک صاع خوراک دیا کرتے تھے ، اور ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ ان دنوں ہماری خوراک جو اور منقہ اور پنیر اور کھجور ہوا کرتی تھی -

صحیح بخاری حدیث نمبر (1414) -

لہذا فطرانہ میں وہ جنس دی جائے گی جو اغلب طور پر لوگ استعمال کرتے اور اس سے مستفید ہوتے ہوں چاہے وہ گندم ہو یا چاول یا کھجور اور دال وغیرہ -

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

اگر کوئی قوم مکئی یا باجرہ یا جو یا چاول یا کوئی اور دانے جن میں زکاة ہے کو بطور خوراک استعمال کرتی ہو تو ان کے لیے اس کا فطرانہ نکالنا جائز ہے - کتاب الام للشافعی جلد دوم باب الرجل یختلف قوتہ -

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں : ہمارے اصحاب کا کہنا ہے فطرانہ میں غلہ کی وہ جنس ادا کی جائے جس میں عشر ہوتی ہے (یعنی غلہ اور پھلوں کی زکاة میں) ، اس کے علاوہ کوئی اور چیز کفایت نہیں کرتی صرف پنیر دودھ جبن -

ماوردی کا قول ہے :

اور اسی طرح بعض جزیروں والے یا دوسرے جو مچھلی اور انڈے بطور خوراک استعمال کرتے ہیں بلا خلاف انہیں یہ

کفائت نہیں کرے گا اور گوشت کے بارہ میں صحیح یہی ہے جو امام شافعی اور مصنف رحمہ اللہ اور اصحاب نے بھی سب طرق میں اس پر قطعی فیصلہ کیا ہے کہ یہ کفائت نہیں کرے گا اس میں یہی ایک قول ہے ---

ہمارے اصحاب کا کہنا ہے : اسی طرح اگر کسی نے ایسا پھل بطور غذا بنالیا جس میں عشر نہیں مثلاً انجیر وغیرہ تو یہ بھی قطعی طور پر کفائت نہیں کرے گا - دیکھیں المجموع (6) الواجب فی زکاة الفطر -

اور حافظ ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے :

اگر یہ کہا جائے کہ : آپ تو ہرجگہ ہی کھجور کا ایک صاع واجب قرار دیتے ہیں چاہے وہ ان کی غذا ہو یا نہ ہو ، اس کا جواب میں کہا جائے گا : یہ نزاعی اور اجتہادی مسائل میں سے ہے کچھ لوگ تو اسے واجب کہتے ہیں ، اور کچھ لوگ ہر ملک میں اپنی خوراک کا ایک صاع واجب قرار دیتے ہیں ، اس کی نظیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فطرانہ میں اصناف خمسہ کی تعیین میں ملتی ہے اور یہ کہ ہر علاقے والے اپنے علاقے کی خوراک میں سے ایک صاع فطرانہ نکالیں گے -

یہی زیادہ راجح اور قواعد شرعیہ کے بھی زیادہ قریب ہے ، وگرنہ ہم جن لوگوں کی غذا مچھلی یا چاول یا باجرہ ہو انہیں کھجور کا کس طرح مکلف کریں گے --- اللہ تعالیٰ ہی توفیق بخشنے والا ہے -

دیکھیں : اعلام الموقعین للنووی (جلد دوم) -

قیاس :

گندم سے تیار کردہ مکرونہ میں سے بھی فطرانہ ادا کرنا جائز ہے لیکن اس میں وزن گندم کا ہوگا نہ کہ مکرونہ کا -

لیکن فطرانہ مال کی شکل میں نکالنا مطلقاً جائز نہیں اس لیے کہ شارع نے خوراک فرض کی ہے نہ کہ مال اور پھر اس کی جنس میں محدود کی ہے جو کہ کھانا ہے لہذا خوراک کے علاوہ کوئی بھی چیز بطور فطرانہ ادا کرنا جائز نہیں ، اور اس لیے بھی کہ اسے ظاہری چاہا ہے نہ کہ خفیہ ، اور اس لیے بھی کہ صحابہ کرام نے بھی غلہ اور خوراک کا ہی فطرانہ ادا کیا تھا لہذا ہم ان کی اتباع کریں گے نہ کہ کوئی چیز پیدا کریں -

پھر غلہ اور خوراک کے ساتھ فطرانے کی ادائیگی میں صاع کی ادائیگی پر عمل ہو سکتا ہے لیکن اگر نقدی اور قیث ادا کی جائے تو وہ صاع نہیں بنتی ، اور پھر یہ بھی ہے کہ وہ کس چیز کی قیمت نکالے گا ؟ اور غلہ اور خوراک بطور فطرانہ ادائیگی کرنے میں تو فوائد ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ کساد بازاری اور ریٹ کے بڑھنے اور لڑائی و مہنگائی کے حالات میں ہوتا ہے -

اور کوئی شخص یہ اعتراض کرے اور کہے کہ :

نقدی اور پیسے کی شکل میں فطرانے کی ادائیگی فقیر کے لیے زیادہ نفع مند ہے اور وہ اس سے اپنی ضرورت کی اشیاء خرید سکتا ہے ، اور پھر یہ بھی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ خوراک اور غلے کی بجائے کسی اور چیز کا ضرورت مند ہو پھر جب وہ اپنی ضرورت پوری کرنے کے لیے غلہ فروخت کرے گا تو اسے کم قیمت پر فروخت کرے گا جس میں اسے نقصان ہے ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ : اس لیے ک فقراء اور مساکین کی باقی دوسری ضروریات مثلاً لباس اور رہائش وغیرہ کی ضروریات پوری کرنے کے لیے دوسرے مصادر موجود ہیں مثلاً عمومی صدقہ و خیرات اور زکاة کا مال اور ہبہ وغیرہ تو اس لیے ہم معاملات کو اس کی شرعی نصاب میں ہی رکھیں اور شارع نے جس چیز کی تحدید کردی ہے اس کا التزام کریں اور فطرانہ میں شارع نے غلہ اور خوراک کی تحدید کی ہے کہ ایک صاع غلہ ادا کیا جائے جو مساکین کی خوراک ہے ۔

لہذا اگر ہم مسکین اور فقیر کا مقامی غذا میں سے ہی فطرانہ ادا کریں گے تو وہ اس میں سے کھائے گا اور اس سے جلد یا بدیر مستفید ہوگا ، اس لیے کہ یہ اسی چیز میں سے جو اصل میں وہ استعمال کرتا ہے ۔

تو اس بنا پر فطرانہ میں غلہ کے علاوہ اس کی قیمت اور مال ادا کرنا جائز نہیں جس سے وہ اپنا قرض ادا کرے یا کسی مریض کے آپریشن کی فیس ادا کرسکے یا کسی طالب علم کی پڑھائی کی قسط ادا کرسکے یا اس کے علاوہ کچھ اور اس لیے کہ ایسی اشیاء کے اور بھی مصادر پائے جاتے ہیں جیسا کہ اوپر بیان بھی کیا جاچکا ہے ۔

فطرانے کی ادائیگی کا وقت :

- فطرانہ نماز عید کی ادائیگی سے قبل ادا کیا جائے گا جیسا کہ حدیث میں بھی ہے کہ : نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ فطرانہ نماز کے لیے نکلنے سے قبل ادا کیا جائے ۔ دیکھیں صحیح بخاری حدیث نمبر (1407) ۔

فطرانہ کی ادائیگی کے لیے ایک وقت تو استحباب کا ہے اور ایک وقت جواز کا ۔

استحباب کا وقت یہ ہے کہ مندرجہ بالا حدیث کے مطابق اسے نماز عید سے قبل عید والے دن ادا کرنا مستحب ہوگا ۔

اور اسی لیے عید الفطر کی نماز میں کچھ تاخیر کی جاتی ہے تا کہ اس کی ادائیگی کے وقت میں وسعت مل سکے اور عید کے لیے جانے سے قبل کچھ کھا پی کر جائے ۔

اور جیسے کہ عید الاضحیٰ میں سنت یہ ہے کہ نماز عید جلدی پڑھی جائے تا کہ لوگ ذبح و قربانی کے لیے جاسکیں اور ذبح کے بعد اسے کھائیں ۔

اور فطرانہ کی ادائیگی کا وقت جواز عید سے ایک یا دو روز قبل ہے یعنی ایک یا دو روز فطرانہ کی ادائیگی کرلینی چاہیے ۔

صحیح بخاری میں ہے کہ نافع رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر چھوٹے اور بڑے کا فطرانہ ادا کرتے تھے ، حتیٰ کہ اپنے چھوٹے بچے کا بھی ادا کرتے اور جوان کے پاس (بطور مہمان) آتے ان کا فطرانہ بھی ادا کرتے تھے ، اور عید سے ایک یا دو روز قبل فطرانہ ادا کیا کرتے تھے ۔

اور ان کے پاس آنے والوں کا معنی یہ ہے کہ ان کے پاس جو لوگ خلیفہ کی جانب سے مقرر کردہ لوگ فطرانہ لینے کے لیے آتے ان کا فطرانہ بھی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی ادا کیا کرتے تھے ۔

نافع ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ وہ فطرانہ جمع کرنے شخص کے پاس نماز عید سے دو یا تین روز قبل فطرانہ بھیج دیا کرتے تھے ۔

دیکھیں : المدونۃ جلد اول باب تعجیل الزکاة قبل حلولہا ۔

فطرانہ کی ادائیگی نماز عید کے بعد تک مؤخر کرنا مکروہ ہے ، اور بعض تو کہتے ہیں کہ ایسا کرنا حرام ہے اور قضاء ہوگی اس کا مندرجہ ذیل حدیث سے استدلال کیا ہے :

جس نے نماز عید سے قبل فطرانہ ادا کیا اس کا فطرانہ قبول ہے ، اور جس نے نماز عید کے بعد فطرانہ ادا کیا تو یہ عام صدقہ وخیرات ہی ہے ۔ سنن ابوداؤد حدیث نمبر (1371) ۔

ابوداؤد کی شرح عون المعبود میں ہے کہ :

ظاہر تو یہی ہے کہ جس نے بھی نماز عید کے بعد فطرانہ ادا کیا وہ فطرانہ ادا نہ کرنے والے جیسا ہی ہے ، کیونکہ واجب کردہ فطرانہ کی عدم ادائیگی میں دونوں ہی شریک ہیں ، اور اکثر علماء کرام نے تو یہ مسلک اختیار کیا ہے کہ نماز عید سے قبل فطرانے کی ادائیگی تو صرف مستحب ہے ، اور وہ بالجزم یہ کہتے ہیں کہ نماز عید کے دن کے آخر تک اس کی ادائیگی کرنے سے کفائت ہو جاتی ہے ۔

لیکن حدیث ان کا رد کرتی ہے ، اور عید الفطر کے روز سے بھی فطرانے کی ادائیگی کو لیٹ کرنے کے بارہ میں ابن ارسلان کہتے ہیں : متفقہ طور پر ایسا کرنا حرام ہے اس لیے کہ یہ زکاة ہے لہذا اس کی تاخیر میں گناہ کا ہونا ضروری ہوا جس طرح کہ اگر نماز کی ادائیگی وقت میں نہ کی جائے اور اسے لیٹ کر دیا جائے تو اس میں گناہ ہوتا ہے ۔

لہذا فطرانہ بغیر کسی شرعی عذر کے وقت سے لیٹ کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں معنی اور مقصود فوت ہو جاتا ہے

جو کہ عید کے روز فقراء و مساکین کو خوشی اور سرور کے دن میں سوال کرنے سے مستغنی کرنا ہے ، لہذا اگر اس نے بغیر کسی عذر کے فطرانے کی ادائیگی لیٹ کردی تو وہ نافرمان ہے اور اس قضاء بھی ادا کرے گا ۔

اور یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی یا فطرانہ کی ادائیگی سپرد کیے جانے والے کی طرف سے فطرانہ مستحقین تک وقت کے اندر اندر نماز عید سے قبل پہنچ جائے ، لہذا اگر وہ کسی شخص کو فطرانہ ادا کرنا چاہے اور وہ اسے نہ ملے اور نہ ہی کوئی اس تک پہنچانے والا وکیل ہی مل سکے اور اسے یہ خدشہ ہو کہ ادائیگی کا وقت نکل جائے گا تو اسے کسی اور مستحق شخص کو فطرانہ ادا کر دینا چاہیے اور وقت سے تاخیر نہ کرے ۔

اور جب کوئی شخص کسی معین شخص کو فطرانہ دنیا چاہے اور اسے یہ خدشہ ہو کہ وہ ادائیگی کے وقت میں نہیں مل سکے گا تو اسے چاہیے کہ وہ کسی اور اس سے لینے کا کہہ دے یا وہ دینے والے کو ہی وکیل بنادے لہذا جب ادائیگی کا وقت آئے تو دینے والے کو چاہیے کہ فطرانہ ایک تھیلے میں علیحدہ کر کے رکھ لے اور جب تک مستحق نہیں آتا وہ اس کے پاس ہی امانت رہے گی ۔

اور جب فطرانہ ادا کرنے والے شخص نے کسی اور شخص کو اپنی طرف سے ادائیگی کا وکیل بنایا تو وہ اس سے بری الذمہ نہیں ہو جاتا جب تک کہ وہ اس بات کی تحقیق نہ کر لے کہ حقیقتاً وکیل نے فطرانہ ادا کر دیا ہے کہ نہیں ۔

دیکھیں مجالس شہر رمضان : احکام زکاة الفطر للشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ ۔

فطرانہ کسے ادا کیا جائے ؟

فطرانہ بھی انہیں آٹھ مصاریف میں تقسیم کیا جائے گا جن میں زکاة تقسیم کی جاتی ہے ، جمہور علماء کرام کا قول یہی ہے ۔

مالکیہ اور امام احمد کی ایک روایت اور ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ اختیار کیا ہے کہ فطرانہ فقراء اور مساکین کے ساتھ خاص ہے ۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں : فطرانہ بھی انہیں میں تقسیم کیا جائے گا جن میں مال کی زکاة تقسیم ہوتی ہے اس میں کسی اور پر کفالت نہیں ہوگی ۔۔۔ فطرانہ غرباء و مساکین ، اور غلام جو مکاتب ہوں اور آزادی حاصل کرنے والے ہوں اور فی سبیل اللہ اور مسافروں میں تقسیم کیا جائے گا ۔ دیکھیں کتاب الام باب ضیعة زکاة الفطر قبل قسمها ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے :

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

فرمایا:

(آپ انہیں یہ معلوم کروائیں کہ ان پر زکاۃ بھی فرض ہے جو ان کے غنی اور خوشحال لوگوں سے لے کر ان کے فقراء پر تقسیم کی جائے گی) اس حدیث کے ذکر کرنے کے بعد امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

زکاۃ میں سے کچھ بھی کافر کو دینا جائز نہیں چاہے وہ فطرانہ ہو یا مال کی زکاۃ ۔۔ امام مالک ، لیث ، اور امام احمد اور ابو ثور رحمہم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں : انہیں (یعنی کفار کو) ادا نہیں کی جائے گی ۔

زکاۃ کے مستحق فقراء اور وہ مقروض لوگ ہیں جو اپنے قرضے ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے ، یا پھر ان کی تنخواہ مہینہ کے آخر تک پوری نہیں آتی ، تو یہ لوگ مسکین اور محتاج و ضرورت مند ہونگے انہیں ان کی ضرورت کے حساب سے زکاۃ ادا کی جائے گی ۔

اور فطرانہ ادا کرنے والے شخص کے لیے جسے ادا کیا گیا ہو ادا کردہ چیز کو خریدنے کی اجازت نہیں ۔ دیکھیں : فتاویٰ الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ ۔

فطرانہ نکالنا اور اس کی تقسیم :

افضل اور بہتر تو یہ ہے کہ انسان خود ہی اسے تقسیم کرے ، امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

فطرانہ کو کسی دوسرے کے پاس جمع کروانے خود ہی تقسیم کرنا اختیار کیا گیا ہے ۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

امام شافعی نے المختصر میں کہا ہے کہ : جس پر مال کی زکاۃ لگتی ہے فطرانہ بھی اسے ہی دیا جائے گا اور مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ فطرانہ ان رشتہ دار غرباء و مساکین کو ادا کیا جائے جن کا اس پر کسی بھی حال میں نفقہ واجب نہیں ہوتا ۔

امام شافعی کہتے ہیں ، اگر تو کسی نے فطرانہ کسی جمع کرنے والے شخص کے پاس جمع کروا دیا تو انشاء اللہ ادا ہو جائے گا ۔۔ اور افضل اور بہتر یہ ہے کہ وہ فطرانہ خود تقسیم کرے ، اور اگر وہ امام یا کوشش کرنے والے یا فطرانہ جمع کرنے شخص کو ادا کر دے اور اسے تقسیم کرنے کی اجازت دے تو یہ ادا ہو جائے گا ، لیکن ان سب میں سے اچھا اور بہتر تو یہی ہے کہ خود ہی فطرانہ تقسیم کرے ۔ دیکھیں : المجموع جلد نمبر (6) ۔

اور فطرانہ کسی ثقہ اور امانت دار شخص کے سپرد کرنا جائز ہے کہ وہ مستحقین تک پہنچا دے ، لیکن اگر ثقہ نہیں تو پھر ایسا کرنا صحیح نہیں ہے ، عبداللہ بن مؤمل رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے سنا کہ ایک شخص ابن ابی

ملیکہ کو کچہ رہا تھا :

مجھے فلاں شخص نے یہ کہا کہ یہ فطرانہ مسجد میں دے دو ، تو ابن ابی ملیکہ اسے کہنے لگے : اس گدھے نے تجھے صحیح فتویٰ نہیں دیا ، (یعنی تو خود ہی اسے تقسیم کر دے ، کیونکہ ابن ہشام (یعنی مسجد میں جمع کرنے والا) اپنے پھرے داروں اور جسے چاہے دیتا پھرے گا (یعنی غیر مستحق لوگوں کو دیتا رہے گا) -

دیکھیں کتاب الام : باب ضیعة زکاة الفطر قبل قسمها -

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ایک صاع کئی لوگوں کو دیا جاسکتا ہے لیکن صحیح اور بہتر یہ ہے کہ ایک کو دیا جائے -

امام مالک رحمہ اللہ کا کہنا ہے : اپنا اور اپنے اہل و عیال کا فطرانہ ایک ہی شخص کو دینے میں کوئی حرج نہیں ہے - دیکھیں المدونة جلد اول باب قسم زکاة الفطر -

اور جب کسی فقیر کو صاع سے کم فطرانہ دیا جائے تو اسے فقیر کو بتا دینا چاہیے اس لیے کہ فقیر شخص کہیں اسے اپنی طرف سے فطرانہ میں ادا نہ کر دے -

فقیر کے لیے جائز ہے کہ اگر اس نے کسی شخص سے فطرانہ حاصل کیا اور وہ اس کی ضرورت سے زائد ہو تو وہ اپنی طرف یا پھر اپنے اہل و عیال کی طرف سے فطرانہ میں ادا کر دے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ جب اسے علم ہو کہ یہ فطرانہ پورا اور کافی ہے -

فطرانہ ادا کرنے کی جگہ :

ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں :

فطرانہ کو اسی علاقے اور شہر میں تقسیم کیا جائے گا جہاں وہ رہائش پذیر ہو اور اس پر فطرانہ واجب ہو جائے ، چاہے وہ اس ملک یا شہر کا باشندہ ہو یا نہ ہو ، اس لیے کہ فطرانے کے وجوب کا سبب ہے اور اسے اس علاقے میں تقسیم کیا جائے گا جو اس کے وجوب کا سبب بنا ہے -

دیکھیں المغنی لابن قدامہ جلد دوم فصل اذا كان المزکی فی بلد وماله کی بلد -

امام مالک کی فقہ مدونہ میں ہے کہ : میں نے کہا کہ ایک افریقی اگر عید الفطر کے روز مصر میں ہو تو امام مالک کا اس میں قول کیا ہے کہ وہ فطرانہ کہاں ادا کرے گا ؟

وہ کہنے لگے امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ : جہاں وہ ہے وہی فطرانہ ادا کرے گا ، امام مالک رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ : اگر اس کے اہل و عیال نے افریقہ میں اس کا فطرانہ ادا کر دیا تو ادا ہو جائے گا (ان کی افریقہ کی اصطلاح آج کے کلمہ افریقہ سے مختلف ہے) دیکھیں المدونۃ جلد اول باب فی اخراج المسافر زکاة الفطر ۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہم سب سے اعمال صالحہ قبول فرمائے اور ہمیں صالحین کے ساتھ ملائے ، اللہ تعالیٰ امیوں کے نبی اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے ۔

فطرانہ کے احکام کے بارہ میں مزید تفصیلات کے لیے آپ اسی ویب سائٹ پر فطرانہ یا زکاة فطر کی قسم کا مطالعہ ضرور کریں ۔